فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: میاں بیوی کا جھگڑا چل رہا تھا، تو شوہر نے غصے میں آکر کہا کہ ''اگر تم میری بات نہیں مان رہی، تو میں تمہیں۔۔۔'' اتنی بات کہی تھی کہ بیوی نے شوہر کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور وہ آگے طلاق کے الفاظ نہیں بول سکا، کیا اس طرح طلاق ہوئی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت حال کے مطابق طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ اگر چہ شوہر نے طلاق کا ارادہ کیا تھا، مگر طلاق کے الفاظ نہیں بول سکا، لہٰذا طلاق نہیں ہوئی۔

سوال: بیوی کے مطالبہ پر شوہر نے (I talaaq you) کہہ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بیوی کے مطالبہ پر دی گئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: ایک شخص نے بیوی سے کہا: (It's all over) ''سب کچھ ختم ہو گیا۔'' کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی؟

جواب: یہ طلاق کے صریح الفاظ نہیں، ان الفاظ سے اگر شوہر نے طلاق مراد لی ہے، تو طلاق واقع ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔

سوال: ''اپنا مطبخ لے کر چلی جاؤ۔'' کہنے سے طلاق واقع ہوئی؟

جواب: یہ طلاق کے صریح الفاظ نہیں، شوہر کی نیت وارادہ کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

سوال: شوہر بیوی سے کہے: ''نکاح سالم نہیں رہا۔'' کیا طلاق واقع ہوئی؟

جواب: یہ طلاق کے غیر صریح الفاظ ہیں، طلاق کا حکم نیت پر منحصر ہے۔

سوال: اپنی بیوی کو "طلاقن" کہہ کر مخاطب کیا، کیا حکم ہے؟

جواب: اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔

سوال: بیوی پاس موجود ہے، پھر بھی طلاق لکھ کر دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: لکھی ہوئی طلاق کا وہی حکم ہے، جو زبانی طلاق کا ہے، بیوی پاس موجود ہو، یا نہ ہو، خواہ بیوی پڑھ لے یا نہ پڑھے، بہرصورت بیوی کی طرف نسبت کر کے طلاق لکھ دی، تو وہ واقع ہو جائے گی۔

سوال: ایک شخص نے بیوی سے کہا کہ "اگر آج آندھی آئی، تو تجھے طلاق۔" پھر اسی روز آندھی آ گئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنے سے طلاق ہو جاتی ہے، مگر طلاق کا وقوع اس وقت ہوتا ہے، جب شرط پائی جاتی ہے، نہ کہ اس وقت، جب مشروط طلاق دی تھی۔ اگر شرط نہ پائی جائے، تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بہر حال مذکورہ صورت میں چونکہ شرط پوری ہوگئی، لہذا ایک طلاق واقع ہو چکی ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ "اگر میں فلاں رافضی کی مجلس میں جاؤں، تو میری بیوی کو طلاق۔" پھر وہ رافضی کی مجلس میں چلا گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ مشروط (معلق) طلاق ہے، چونکہ شرط پائی گئی، لہذا طلاق واقع ہوگئی۔

سوال: کیا عدت وفات شوہر کے دوران نہانا، سر دھونا اور تیل لگانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، عدت وفات شوہر کے دوران نہانا، سر دھونا اور تیل لگانا جائز ہے، صرف ظاہری زیب و زینت اور نمود و نمائش منع ہے۔ خوشبودار تیل نہ لگائے۔

سوال: کیا عدت وفات شوہر کے دوران نیا لباس پہنا جا سکتا ہے؟

(جواب): نیا لباس پہن سکتی ہے، مگر وہ زرق برق نہ ہو، جس سے زیب وزینت ظاہر ہوتی ہو۔

(سوال): کیا عدت وفات شوہر میں ایک ہی کمرہ میں رہنا چاہیے یا گھر کے کسی بھی کمرہ میں آجا سکتی ہے؟

(جواب): عدت وفات شوہر میں عورت کے لیے گھر کی چاردیواری میں رہنا ضروری ہے، وہ گھر کے کسی بھی کمرے میں جاسکتی ہے، صحن میں بھی بیٹھ سکتی ہے۔

(سوال): ایک شخص کی بیوی کو اغوا کرلیا گیا، ایک عرصہ تک اسے قید میں رکھا گیا، اس دوران بچہ پیدا ہوا، شوہر نے اسے طلاق بھی نہیں دی، واپس آنے کے بعد وہ بچہ کس کی طرف منسوب ہوگا؟

(جواب): مذکورہ صورت میں بچے کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، اغوا کرنے والے نے زنا کیا، اس کی سزا رجم ہے، زانی سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''عتبہ بن ابی وقاص (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرے نطفے سے ہے، آپ اس کو اپنی نگہداشت میں لے لینا، فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اٹھا لیا اور دعوی کیا کہ یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا ہے، عبد بن زمعہ نے احتجاج کیا کہ یہ بچہ تو میرے باپ زمعہ کی لونڈی سے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے، لہٰذا میرے باپ کی اولاد ہے۔ جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوا، سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ اسے اپنی پرورش میں لے لوں، عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، یہ میرے باپ کی لونڈی کا

بچہ ہے اور اس نے میرے باپ کے بستر پر جنم لیا ہے۔لہٰذا یہ میرے باپ زمعہ ہی کا بیٹا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد بن زمعہ! یہ لڑکا آپ کے پاس رہے گا، پھر فرمایا: بچہ اس کا ہوگا، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی رجم ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے محسوس کیا کہ اس لڑکے کی مشابہت عتبہ کے ساتھ ہے، اس لئے ام المومنین، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جو زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس لڑکے کی بہن بنتی تھیں، کو حکم دیا کہ اس لڑکے سے پردہ کریں،لہٰذا وہ لڑکا تا وقت وفات سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ نہیں سکا۔''

(صحيح البخاري: 2053، صحيح مسلم: 1457)

ذرا غور فرمائیں کہ اس مشابہت کے باوجود نبی کریم ﷺ نے نومولود کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا، حالانکہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ تھی،مقصود یہ قاعدہ سمجھانا تھا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے،جس کے بستر پر پیدا ہو،البتہ زانی کو کوڑے ضرور لگیں گے۔

سوال: ایک عورت نے اپنا دودھ پانی میں ملا کر بچے کو پلایا، کیا اس طرح کے مخلوط دودھ سے رضاعت ثابت ہوسکتی ہے؟

جواب: دودھ میں پانی وغیرہ ملا کر پلایا جائے، تب بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، مگر یاد رہے کہ رضاعت کم از کم پانچ مرتبہ مدت رضاعت یعنی دو سال میں سیر ہو کر دودھ پینے سے حاصل ہوتی ہے، اس سے کم بار دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''پہلے قرآنِ مجید میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہونے کا حکم نازل ہو گیا۔رسول اللہ ﷺ کی وفات (کے

بہت قریب) تک قرآنِ کریم میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔''

(صحيح مسلم : 1452)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بچہ پانچ سے کم دفعہ کسی عورت کا دودھ پی لے، تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر چہ پانچ دفعہ والی آیت کی قرأت اب قرآنِ کریم میں نہیں ہوتی، لیکن حکم باقی ہے۔

❀ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم کے متعلق ان کی بیوی، سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضْعَاتٍ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

''اس کو پانچ دفعہ دودھ پلا دیں، وہ رضاعت کی بنا پر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی طرح ہو جائے گا۔''

(المؤطّأ للإمام مالك : 605/2، وأصله في صحيح البخاري : 5088، مسند الإمام أحمد : 201/6، 271، والسياق لهٗ)

سوال: کیا خون دینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟

جواب: رضاعت صرف مدت رضاعت میں کم سے کم پانچ مرتبہ سیر ہو کر دودھ پینے سے حاصل ہوتی ہے۔ خون یا کوئی عضو دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

سوال: کیا وضع حمل کے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں؟

جواب: بیوی اور بچوں کے تمام بنیادی اخراجات بذمہ شوہر ہیں۔ زچگی کے وقت اٹھنے والے اخراجات بھی بنیادی ضرورت ہیں اور ان کا تعلق براہِ راست شوہر کے بچوں کے ساتھ بھی ہے، لہٰذا یہ تمام تر اخراجات بذمہ شوہر ہیں۔

(سوال): کیا بیوی اپنے غیر مسلم والدین کی زیارت کے لیے جا سکتی ہے؟

(جواب): غیر مسلم اور کافر والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم ہے، صرف دین کے معاملہ میں ان کی بات نہیں ماننی، باقی تمام اُمور میں ان سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم ہے اور کافر والدین کی خدمت وخاطر پر بھی اجروثواب ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾(لقمان: ١٥)

''اور اپنے والدین کے ساتھ دنیوی اُمور میں نیک برتاؤ رکھو۔''

❀ نبی کریم ﷺ نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو اپنی مشرک ماں سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔

(صحيح البخاري: 2620، صحيح مسلم: 1003)

(سوال): میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا کیسا ہے؟

(جواب): میاں بیوی ایک دوسرے کا ستر دیکھ سکتے ہیں، ممانعت یا کراہت ثابت نہیں، اس بارے میں مروی روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں؛

❀ سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ، وَلَا يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ .

''جب آپ بیوی سے مقاربت اختیار کریں، تو باپردہ ہو کر کریں، گدھے اور گدھی کی طرح برہنہ مت ہوں۔''

(سنن ابن ماجه :1921)

سند ضعیف ہے۔ احوص بن حکیم ''ضعیف'' ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

مَا نَظَرْتُ، أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ .

”میں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔“

(سنن ابن ماجه : 662، 1922)

سند ضعیف ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی یا غلام کون ہے؟ مبہم و نامعلوم ہے۔

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(المعجم الأوسط للطّبراني : 2197)

سند ضعیف ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② قتادہ کا عنعنہ ہے۔

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ إِمَامٌ فِي التَّدْلِيسِ .

”قتادہ تدلیس کے امام ہیں۔“

(نصب الرّاية للزّيلعي : 155/3)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”غیر ثابت“ قرار دیا ہے۔

(علل الدّارقطني : 3444)

سوال: بیوی سے ملاعبت میں انگلی استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شوہر کے لیے بیوی سے ملاعبت (جماع سے پہلے کھیل کود) کے دوران انگلی استعمال کرنا جائز نہیں، یہ عبث فعل ہے۔

(سوال): عورت سے استمناء بالید کرانے کا حکم کیا ہے؟

(جواب): استمناء بالید قبیح فعل ہے، کئی ایک ہلاکت خیزیاں اس میں مضمر ہیں، خود کرے یا کسی سے کرائے، بہرصورت جائز نہیں۔

(سوال): کیا عورت اپنے شوہر کی خوشنودی کے لیے اپنے پستان بڑے کر سکتی ہے؟

(جواب): اگر ایسا ممکن ہے، تو کر سکتی ہے، اس میں مضائقہ نہیں۔

(سوال): کیا عورت اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے مصنوعی آلات کا استعمال کر سکتی ہے؟

(جواب): یہ غیر فطری عمل ہے، شرعاً ناجائز ہے۔ اس میں کئی طبی نقصانات ہیں۔

(سوال): کیا میاں بیوی ایک دوسرے کو نام سے پکار سکتے ہیں؟

(جواب): پکار سکتے ہیں۔

(سوال): ایک شخص کا گھر والوں سے جھگڑا ہوا، وہ یہ کہہ کر ''اللہ کی قسم! میں گھر میں قدم نہ رکھوں گا۔'' گھر سے نکل گیا، کچھ گھنٹوں بعد گھر والوں سے صلح ہو گئی، اب وہ گھر آنا چاہتا ہے، تو کیا کرے؟

(جواب): اسے چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا.

''میں کسی کام پر قسم اٹھاتا ہوں، بعد ازاں محسوس کرتا ہوں کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے، تو میں بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 3133، صحيح مسلم : 1649)

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ .

''جب آپ کوئی کام کرنے کی قسم کھائیں، پھر (کوئی) دوسرا کام اس سے بہتر دیکھیں، تو بہتر کام کر لیں اور قسم کا کفارہ دے دیں۔''

(صحيح البخاري : 6722، صحيح مسلم : 1652)

سوال: خانہ کعبہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: خانہ کعبہ کی قسم کھانا جائز نہیں، کیونکہ یہ غیر اللہ کی قسم ہے۔

❁ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ .

''جو غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے، اس کی قسم قبول نہیں، جیسے وہ نبی اور کعبہ کی قسم اٹھا دے۔''

(الهداية : 318/2)

❁ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ حَلِفٌ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ کی قسم اٹھانا، غیر اللہ کی قسم ہے۔''

(البحر الرّائق : 311/4)

سوال: اگر کسی نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو گیا، تو میں روزانہ ایک ہزار مرتبہ

درود پڑھوں گا، کیا حکم ہے؟

جواب: ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے کی نذر صحیح ہے اور کام ہونے کی صورت میں اتنی مرتبہ درود پڑھنا لازم ہو جائے گا۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ .

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہے، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہے، وہ نافرمانی نہ کرے (یعنی نذر پوری نہ کرے)۔''

(صحيح البخاري : 6696، 6700، موطأ الإمام مالك : 476/2)

سوال: ایک شخص نے مختلف اُمور میں کئی قسمیں کھائیں، کیا اس پر ایک کفارہ ہے یا ہر قسم کا کفارہ الگ الگ ہے؟

جواب: جب معاملہ مختلف ہے، تو حانث ہونے پر ہر قسم کا مستقل کفارہ ادا کیا جائے گا، البتہ ایک ہی معاملہ میں کئی بار قسمیں اٹھائی ہیں، تو اس پر ایک کفارہ ہوگا۔

سوال: کیا رجم قرآن سے ثابت ہے؟

جواب: رجم حق ہے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود تھا، بعد میں تلاوت منسوخ ہو گئی اور حکم باقی رہا، متواتر احادیث سے ثابت ہے، ہر دور کے علما نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

❀ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ قَرَأْنَا فِيهَا : «اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ» .

ہم نے سورت احزاب میں پڑھا تھا :«« الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ »» ’’شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں، تو انہیں قطعی طور پر رجم کر دو، یہ اللہ کی طرف سے ان کی سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔‘‘

(زوائد عبد اللّٰہ بن أحمد : 132/5 ، وسندہٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۴۲۸) نے صحیح ، امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۳۵۹) نے ’’صحیح الاسناد‘‘ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❀ امام کثیر بن صلت رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’صحابہ جب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے مصحف لکھ رہے تھے، تو اس آیت پر پہنچے، تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ’’شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں، تو ان کو قطعی طور پر رجم کر دو کہ یہ اللہ و رسول کی طرف سے سزا ہے۔‘‘

(مسند أبي داود الطّيالسي : 615 ، مسند الإمام أحمد : 183/5 ، وسندہٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ (۴/ ۳۶۷) نے ’’صحیح الاسناد‘‘ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❀ امام طبری رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے۔

(تهذيب الآثار [مسند عمر] : 870/2)

❀ ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَقَدْ أُنْزِلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ وَرَضَعَاتُ الْكَبِيرِ عَشْرًا، فَكَانَتْ فِي وَرَقَةٍ تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِي، فَلَمَّا اشْتَكٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَاغَلْنَا بِأَمْرِهٖ، وَدَخَلَتْ دُوَيْبَةٌ لَنَا فَأَكَلَتْهَا .

''رجم کی آیت اور دس رضاعات کی آیت نازل ہوئی تھیں اور وہ میرے گھر میں ایک ورق پر لکھی ہوئی چار پائی کے نیچے رکھی تھیں، جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، تو ہم اپنے معاملے میں مشغول ہو گئے اور ہماری ایک بکری آئی، انہیں کھا گئی۔''

(مسند الإمام أحمد : 269/6، وسندهٗ حسنٌ)

رجم متواتر احادیث اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ خوارج اس کے منکر ہیں۔

سوال: جادوگر نے جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کر دیا، تو کیا اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا؟

جواب: اسے قتل کیا جائے گا۔

سوال: غیر اللہ کی قسم کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ کی قسم کھانا اس کی تعظیم ہے۔ جب آپ کسی اور کی قسم کھاتے ہیں تو اسے اللہ کی تعظیم میں شریک بنا لیتے ہیں، یہ توحید کے منافی ہے۔ اس لئے اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نیز یہ حرام، ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ الْحَلِفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ وَلَا عَلٰى حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ وَهٰذَا أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ .

''کسی بھی صورت یا کسی بھی حال میں غیر اللہ کی قسم اٹھانا جائز نہیں، اس پر

اجماع ہے۔''

(التّمهيد لما فى المؤطّا من المَعانى والأسانيد : 4/336)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : السِّرُّ فِي النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللَّهِ أَنَّ الْحَلِفَ بِالشَّيْءِ يَقْتَضِي تَعْظِيمَهُ وَالْعَظَمَةُ فِي الْحَقِيقَةِ إِنَّمَا هِيَ لِلّٰهِ وَحْدَهُ .

''اہل علم کہتے ہیں کہ کسی چیز کی قسم اٹھانا اس کی تعظیم اور عظمت کا اقرار ہے اور حقیقی عظمت صرف اللہ کے لئے ہے، اس لئے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے۔''

(فتح الباري : 11/351)

❀ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو باپ کی قسم کھاتے سنا، تو فرمایا:

اَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ .

''اللہ نے آباواجداد کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، چنانچہ جس نے قسم کھانی ہو، وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے، ورنہ خاموش ہو رہے۔''

(صحيح البخاري : 6646، صحيح مسلم : 1646)

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

''نہ اپنے آبا کی قسمیں کھاؤ اور نہ ہی بتوں کی۔''

(صحيح مسلم : 1648)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ : فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا .

''بلاشبہ اللہ نے آباء واجداد کی قسم اٹھانے سے منع کیا ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے، تب سے میں نے ماں باپ کی قسم نہیں اٹھائی، جان بوجھ کر، نہ نقل کرتے ہوئے۔''

(صحيح البخاري : 6647، صحيح مسلم : 1646)

❁ سیدہ قتیلہ بنت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا:

إِنَّكُمْ تُنَدِّدُونَ، وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ تَقُولُونَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، وَتَقُولُونَ : وَالْكَعْبَةِ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَحْلِفُوا أَنْ يَقُولُوا : وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَيَقُولُونَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شِئْتَ .

''آپ غیر اللہ کی پکار کرتے ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں، آپ کہتے ہیں: جو اللہ نے چاہا اور جو آپ نے چاہا، آپ کہتے ہیں، کعبہ کی قسم! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ قسم اٹھانے کا ارادہ ہو، تو یوں کہیں: کعبہ کے رب کی قسم! صحابہ اس کے بعد یوں کہتے تھے کہ جو اللہ نے چاہا، پھر آپ نے چاہا۔''

(مسند الإمام أحمد : 371/6، سنن النّسائي : 3773، وسنده حسنٌ)

امانت کی قسم کھانے کی شدید ممانعت وارد ہوئی ہے۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا .

''جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن أبي داوٗد : 3253، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (4363) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (298/4) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

امانت اللہ کی صفت نہیں، بلکہ مخلوق ہے۔ثابت ہوا مخلوق کی قسم کھانا ممنوع ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهٖ : وَاللَّاتِ وَالعُزّٰى، فَلْيَقُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''جس نے لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی، تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے۔''

(صحيح البخاري : 4860، صحيح مسلم : 1647)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰى مَنْ سَبَقَ لِسَانُهٗ فِي ذٰلِكَ، كَمَا كَانَتْ أَلْسِنَتُهُمْ قَدِ اعْتَادَتْهُ فِي زَمَنِ الْجَاهِلِيَّةِ .

''زمانہ جاہلیت میں چوں کہ ایسی قسمیں عادت بن چکی تھیں، اس لئے فرمایا گیا کہ حسب عادت اگر ایسا کلمہ زبان سے نکل جائے، تو لا الہ الا اللہ پڑھ لیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : 30/4)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَ فِي الصَّحَابَة مَنْ هُوَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِالْحِلْفِ بِهَا قَبْلَ إِسْلَامِهٖ فَرُبَّمَا سَبَقَ لِسَانُهٗ إِلَى الْحِلْفِ بِهَا فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَادِرَ بِقَوْلِ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لِيُكَفِّرَ بِذٰلِكَ مَا سَبَقَ إِلٰى لِسَانِهٖ .

''بعض صحابہ چونکہ نومسلم ہونے کی وجہ سے غیر اللہ کی قسمیں اٹھانے کے زمانہ کے قریب تھے، اس لئے بسا اوقات ان کے زبان سے ایسی قسم نکل جاتی تھی، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فوراً لا الہ الا اللہ کہہ دیں، سبقت لسانی کا کفارہ بن جائے گا۔''

(الکبائر، ص101)

۞ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَيْ بِلَا قَصْدٍ بَلْ عَلٰى طَرِيقِ جَرْيِ الْعَادَةِ بَيْنَهُمْ لِأَنَّهُمْ كَانُوا قَرِيبِي عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ) اسْتِدْرَاكًا لِمَا فَاتَهٗ مِنْ تَعْظِيمِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي مَحَلِّهٖ وَنَفْيًا لِمَا تَعَاطٰى مِنْ تَعْظِيمِ الْأَصْنَامِ صُورَةً وَأَمَّا مَنْ قَصَدَ الْحَلِفَ بِالْأَصْنَامِ تَعْظِيمًا لَهَا فَهُوَ كَافِرٌ نَعُوذُ بِاللّٰهِ .

''اس سے مراد وہ قسم ہے، جو بلا ارادہ منہ سے نکل جائے، وہ لوگ چوں کہ نئے

نئے مسلمان تھے، اس لئے انہیں حکم ہوا کہ ایسی صورت میں فوراً لا الہ الا اللہ پڑھ لیں، یہ بتوں کی اس تعظیم کا کفارہ ہو جائے گا، جو بلا ارادہ منہ سے نکل گئی اور اللہ کی تعظیم کا اقرار ہو جائے گا جو پہلے نہیں ہو سکا۔ رہا جان بوجھ کر غیر اللہ کی قسم اٹھانے کا مسئلہ، تو یہ کفر ہے، اللہ محفوظ رکھے۔''

(حاشية السّندي على سنن النسّائي :645/1)

❀ سعد بن عبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ رَجُلًا عِنْدَهٗ مِنْ كِنْدَةَ، فَأَتَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، قَالَ : فَجَاءَ الْكِنْدِيُّ فَزِعًا فَقَالَ : جَاءَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ : أَحْلِفُ بِالْكَعْبَةِ، فَقَالَ : لَا، وَلٰكِنِ احْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَحْلِفْ بِأَبِيكَ، فَإِنَّهٗ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ .

''میں اور کندہ قبیلے کا ایک شخص سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی محفل میں تھے، میں وہاں سے اٹھ کر سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی مجلس میں آ گیا، اتنے میں کندی بھی چلا آیا، وہ ڈرا ہوا تھا، کہنے لگا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا کہ میں کعبہ کی قسم کھاتا ہوں، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما کہنے لگے کعبہ کی نہیں، رب کعبہ کی قسم کھایئے۔ (ایک دفعہ کی بات ہے کہ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی قسم کھائی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باپ کی قسم مت کھایئے، کیونکہ غیر اللہ کی قسم شرک ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 87/2، 125، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 29/10)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : مَنْ قَالَ فِي حَلِفِهٖ : وَاللَّاتِ، وَالعُزّٰى فَلْيَقُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ : هٰذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : إِنَّ الرِّيَاءَ شِرْكٌ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لات وعزی کی قسم کھا بیٹھے، تو فوراً لا الہ الا اللہ پڑھ لے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ریا شرک ہے۔ ان دونوں احادیث کا مطلب ایک ہی ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1535)

❁ قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

''طاغوت کی اور آباء کی قسم مت اٹھائیں۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 12285، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لٰكِنَّهٗ أُرِيدَ أَنْ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَكَانَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ جَعَلَ مَنْ حَلَفَ بِهٖ كَمَا اللّٰهِ تَعَالٰى مَحْلُوفًا بِهٖ وَكَانَ بِذٰلِكَ قَدْ جَعَلَ مَنْ حَلَفَ بِهٖ أَوْ مَا حَلَفَ بِهٖ شَرِيكًا

فِيمَا يَحْلِفُ بِهٖ، وَذٰلِكَ عَظِيمٌ فَجُعِلَ مُشْرِكًا بِذٰلِكَ شِرْكًا غَيْرَ الشِّرْكِ الَّذِي يَكُونُ بِهٖ كَافِرًا بِاللّٰهِ تَعَالٰى خَارِجًا مِنَ الْإِسْلَامِ .

''مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا درست نہیں، غیر اللہ کی قسم کھانے والا، اسے قسم میں اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے۔تو گویا غیر اللہ کی قسم کھانے والے نے شرک کا ارتکاب کیا،لیکن یہ شرک وہ نہیں، جس سے انسان کافر ہو جائے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔''

(مشکل الآثار : 297/2)

مطلب یہ کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانے والا، شرک اصغر کا مرتکب ہے، جو کہ حرام وممنوع ہے۔اس سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا، کیونکہ یہ اعتقادی شرک نہیں۔

❁ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَرَادَ بِقَوْلِهٖ : قَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ، شِرْكُ الْأَعْمَالِ وَكُفْرُهَا وَلَيْسَ الْمُرَادُ شِرْكُ الْإِعْتِقَادِ وَلَا كُفْرُهٗ .

''یہاں اعمال کا کفر وشرک مراد ہے، نہ کہ اعتقاد کا۔''

(عارضة الأحوذي : 19/7)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ سَيِّئَةٌ، وَالْحَسَنَةُ تَمْحُو السَّيِّئَةَ، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً، فَأَتْبِعْهَا حَسَنَةً

تَمْحُهَا، وَلِأَنَّ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ، فَقَدْ عَظَّمَ غَيْرَ اللّٰهِ تَعْظِيمًا يُشْبِهُ تَعْظِيمَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی، وَلِهٰذَا سُمِّيَ شِرْكًا؛ لِكَوْنِهٖ أَشْرَكَ غَيْرَ اللّٰهِ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِي تَعْظِيمِهٖ بِالْقَسَمِ بِهٖ، فَيَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، تَوْحِيدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی، وَبَرَاءَةً مِنَ الشِّرْكِ.

''غیر اللہ کی قسم گناہ ہے اور نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ ''نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گناہ ہو جائے، تو ساتھ نیکی بھی کر لیں، گناہ مٹ جائے گا۔'' چوں کہ غیر اللہ کی قسم کھانے والا، اللہ کی تعظیم میں اسے شریک بنا دیتا ہے۔ اسی لئے غیر اللہ کی قسم کو شرک کہا گیا ہے۔ یہ قسم کھا بیٹھیں، تو فوراً لا الہ الا اللہ کہہ دیں، شرک سے براءت کا اعلان ہو جائے گا۔''

(المُغني: 438/13)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرُوا إِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ عَلٰی ذٰلِكَ بَلْ ذٰلِكَ شِرْكٌ مَّنْهِيٌّ عَنْهُ.

''اہل علم نے غیر اللہ کی قسم کے ناجائز ہونے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے، بلکہ یہ ممنوع شرک ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 290/1)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْلِفَ بِمَخْلُوقٍ كَالْكَعْبَةِ وَنَحْوِهَا.

''علماء کا اتفاق ہے کہ مخلوق مثلاً کعبہ وغیرہ کی قسم کھانا جائز نہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ : 398/3)

تنبیہ بلیغ:

❁ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، امور اسلام سے متعلق سوال کیے، آپ ﷺ نے رہنمائی فرمائی، تو کہنے لگا: میں اس سے زیادہ کروں گا نہ کم، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَفْلَحَ، وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ .

''اگر سچا ہے، تو اس کے باپ کی قسم! یہ کامیاب ہو گیا۔''

(صحيح مسلم : 11)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کون سا صدقہ اجر کے لحاظ سے افضل ہے؟ فرمایا:

أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ أَنْ تَصَدَّقَ ....

''آپ کے باپ کی قسم! آپ کو اس بات سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ صدقہ کریں......۔''

(صحيح مسلم : 1032)

قصداً غیر اللہ کی قسم اٹھانا اسلام کے کسی دور میں جائز نہیں رہا، البتہ ابتدائے اسلام میں اگر کوئی بلا قصد و ارادہ مخلوق کی قسم اٹھالیتا، تو مواخذہ نہیں تھا، بعد میں بغیر ارادے کے قسم اٹھانا بھی ممنوع ہو گیا۔ اب اگر کوئی بلا ارادہ بھی غیر اللہ کی قسم کھائے گا، تو گناہ گار ہے اور توبہ لازم ہے۔ رہا رسول اللہ ﷺ کا مخلوق کی قسم اٹھانا، تو یہ ابتدائے اسلام کی بلا قصد قسموں میں سے ہے، جن سے بعد میں منع کر دیا گیا۔